فروغِ دین میں زینب الغزالی الجبیلی کی خدمات

ڈاکٹر طلعت صفدر☆

Abstract:

"As indicated in the title, famous Egyptian Islamic Feminist Zainab Al-Ghazali contributed a lot in the field of Da'awah and Jehad. Additionally she raised the issue of Muslim women in a manner that she proved that Muslim women are not second class in the society and they are not a casual force, but Islam has sanctioned culturally and religiously a positive role of women to uplift a pure Islamic society. Zainab's iconic personality attracted thinkers and writers of international fame also. They penned about the struggle of this unprecidented lady. But alas! her abilities and achievements were not tributed by Jamal Abd-un-Nasir and his international communist friends. He sent her in Jail for seven years. In prison she faced draconian kind of violence and torture. Her book 'ایام من حیاتی' is about the Jail memoir and has been translated into different international languages. Her sacrifice for the cause of Islam is unforgettable. This article is an analylitical study of an eye-opening struggle of a woman muslim leader who applied her derive and devotion to eliminate every tyrannic force."

دامنِ اسلام تاریخ کے ہر عہد میں ایسے یواقیت وجواہر سے مرصع رہا ہے جن کی تابانیاں ازشرق

☆ایسوی ایٹ پروفیسر، علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین یونیورسٹی، فیصل آباد

تاغرب اپنے وجود کا پتہ دیتی ہیں۔ آغوشِ اسلام اپنی پروردہ ان جرأت منداور پاکباز بیٹیوں کے کردار پر نازاں ہے جنھوں نے مردوں سے اپنے لیے حقوق کی بھیک مانگنے کی بجائے ان کے ساتھ شامل ہو کر دین کی سربلندی کے لیے میدانِ فکر وعمل کا انتخاب کیا۔ خردمندانِ مغرب کے نزدیک تو مسلم عورت محکومی و مجبوری کے بندی خانوں کی اسیر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر رضیہ سلطان، ؔ حبہ خاتون اور چاند بی بی اُفق برصغیر پر فروزاں رہیں تو سرزمینِ مصر میں بھی زینب الغزالی الجبیلی کی مساعی جلیلہ کا تذکرہ احترام سے کیا جاتا ہے۔ ان کے علمی، سیاسی، سماجی، دعوتی اور جہادی کارنامے عالمی سطح پر اہلِ قلم کی توجہ اپنی جانب منعطف کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ زینب کو مصری قلم کار اپنی نگارشات میں سیدۃ الداعیات، اُم المرابطات، رائدۃ المجاہدات اور قدوۃ النساء والرجال کہتے ہیں۔ زینب کے عقیدت مند انھیں فرطِ ادب سے ''حجہ زینب'' کہا کرتے تھے۔

زینب الغزالی نے ۱۹۱۷ء میں قاہرہ کے ایک گاؤں میں ایک دین دار گھرانے میں آنکھ کھولی۔ الغزالی الجبیلی ان کا خاندانی نام تھا۔ ان کے والدِ محترم الازہر کے فارغ التحصیل، ایک مذہبی سکالر، اُستاد اور کپاس کے تاجر تھے اور ایک ممتاز سماجی حیثیت کے مالک تھے۔ انھوں نے اپنی بیٹی کی تربیت مذہبی خطوط پر اُسوۂ صحابیات کی روشنی میں کی۔ وہ خاص طور پر حضرت نسیبہ (۱) بنت کعبؓ مازنیہ کی مثل زینب کے جہادی کردار کے متمنی تھے۔ وہ انھیں اوائل عمری ہی میں لکڑی کی تلوار تھما کر انھیں باطل کے خلاف قتال کی تربیت دیتے تھے اور پوچھتے تھے کہ زینب آج تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے دُشمنوں کو تہہِ تیغ کیا۔

والد کا سایہ صغرسنی میں ہی اُٹھ گیا تھا۔ ازیں وجہ زینب کی رسمی تعلیم ثانوی مدرسہ سے آگے نہ بڑھ سکی لیکن شوق راہنما تھا۔ لہٰذا ذاتی کوششوں سے الازہر کے اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا اور مروّجہ علوم میں دست گاہ حاصل کر لی۔ تحصیلِ علم کے ساتھ ساتھ فلاحی کاموں میں دلچسپی لی۔ "Egyptian Feminist Union" نامی تحریک کا حصہ بھی بنیں، جس کی قیادت ہدیٰ شعراوی (۲) کر رہی تھی۔

مگر جلد ہی ہدیٰ شعراوی کی تنظیم سے علیحدگی اختیار کر لی، اور اپنی الگ جماعت ''جماعۃ السیدات المسلمات'' کے نام سے تشکیل دی۔ اس علیحدگی کے سبب پر روشنی ڈالتے ہوئے "Global Security Watch: Egypt a reference Hand Book" نامی کتاب میں مصنف نے لکھا:

> "Al-Ghazali disagreed with sha'arawi's secular approach."(3)

ہدیٰ شعراوی جو کہ خود بھی متمول گھرانے سے تعلق رکھتی تھی اس کی تنظیم میں شمولیت اختیار کرنے والی خواتین بھی ایسا ہی سماجی پس منظر رکھتی تھیں جب کہ غزالی کی تنظیم کی کارکن انتہائی غربت زدہ دیہی زندگی سے اُبھریں تھی۔ غزالی ہی نے سب سے پہلے "Muslim Feminism" کی اِصطلاح

متعارف کرائی۔ جماعۃ السیدات المسلمات کے پلیٹ فارم سے اِبتدائی طور پر زینب نے دو اہداف حاصل کیے۔ ایک تو پس ماندہ خواتین کی دامے درمے قدمے سخنے معاونت اور دوسرا ذہنوں میں دِینی شعور اُجاگر کرنے کے لیے تبلیغی سرگرمیوں کا اِجراء، جہاں تک زینب کی سماجی خدمت کا تعلق ہے تو ان کا اعتراف اپنوں اور غیروں سبھی کو ہے۔ مثلاً "Encyclopedia of women social reformers" کا مقالہ نگار کہتا ہے:

> "Over the years Al-Ghazali has initiated numerous welfare activities, setting up an orphanage, providing economic relief to poor families and assisting unemployed men and women in finding work."(4)
>
> (یعنی الغزالی نے لاتعداد رفاہی سرگرمیوں کا آغاز کیا، مثلاً یتیم خانوں کا قیام، غریب و نادار خاندانوں کو معاشی مدد کی فراہمی اور بے روزگار مرد وخواتین کو روزگار دلانے میں مدد کرنا وغیرہ۔)

مخلوقِ خدا کی خدمت کا کام ذاتی جیب سے بھی انجام دیا کرتی تھیں اور یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے ضرورت مند گھرانوں کی امداد کے لیے اپنے زیورات اور پانچ سو مصری پاؤنڈ عطیہ کیے۔(۵)

زینب کی علمی وجاہت اور علومِ اسلامیہ پر ان کی فاضلانہ دسترس کی ایک جھلک ان کے دعوتی و تبلیغی کاموں میں بھی نظر آتی ہے۔ ان کے نزدیک دائمی صلاح وفلاح کا راستہ سجھانے والا دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ اپنی شہرۂ آفاق خودنوشت سوانح حیات ''ایام من حیاتی'' میں دین سے برگشتہ کرنے والے متشکّکین کی نام نہاد تحقیقات کا راز فاش کرتے ہوئے کہتی ہیں:

> **''وطریق الی الحق واحدوھو طریق اللہ وانبیائہ ورُسلہ وورثتھم۔ اماالباطل فطرتہ وسبلہ متفرقۃ وعلی کل سبیل من سبلہ شیطان یزین للمغمورین منھم فی ظلمۃ الباطل عوایتہ ویقودھم الی سبیلہ''**(۶)
>
> (سچا راستہ وہ واحد طریق ہے جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء ورُسل نے یکتا و یگانہ بتا دیا اور یہی ان کی وراثت ہے۔ جہاں تک باطل کی راہ ہے اور اس کی شاخوں کا تعلق ہے۔ تو اس میں سے ہر ایک کو شیطان نے اپنے مکر سے مزین کیا ہوا ہے۔ گمراہ ہونے والوں کے لیے شیطان کی پناہ گاہ باطل کی تاریکیاں ہیں اور وہ گمراہوں کو ہمیشہ ان راستوں کی طرف جاذب کرتا ہے۔)

اس عظیم مبلغۂ اسلام کے یہ الفاظ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں، جن میں دعوتِ

اسلام کی خاطر ہر نوع کی اذیت برداشت کرنے کا عزم بالجزم کرتی ہیں:

"لاصلاح لامة ولا لهذا العالم الابدعوة الى الاسلام، ان غياهب السجون والمقاصل التعذيب وشراسة حملة السياط لم تزد المخلصين من ابناء الدعوة وبناة فكرها الّا قوة وثباتا وصبراً على دفع الباطل "(۷)

(حقیقی اسلام کی طرف رجوع کیے بغیر اس اُمت اور عالمِ اسلام کی اِصلاح ممکن نہیں۔ بندی خانے کی خوفنا کی، آلاتِ تشدد، کوڑوں کا پے در پے برسنا۔ دعوتِ حق دینے والے بیٹوں اور بیٹیوں کے طرزِ عمل میں کوئی کمی نہیں کرتا بلکہ اس باطنی طاقت اور باطل کو دفع کرنے کے لیے صبرِ جمیل میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔)

یعنی اِس اُمت اور اِس جہان کی صلاح سوائے دعوتِ اسلام کے کہیں نہیں ہے۔ بے شک جیلوں کے قید خانے، آلاتِ تعذیب اور کوڑوں سے کیے جانے والے حملے مخلص داعیوں اور داعیات کی قوت میں اضافہ کرتے ہیں اور انھیں باطل کو دُور کرنے کے لیے صبر و استقلال عطا کرتے ہیں۔

آپ اکثر قاہرہ کی معروف قدیم عبادت گاہ مسجد ابنِ طولون، مسجد امام شافعی اور جامعہ الازہر میں عورتوں کے انبوہ کثیر سے خطاب فرمایا کرتی تھیں اور آپ کی شعلہ بیانی حاضرین میں بے پناہ جوش بھر دیتی تھیں۔ آپ نے نہ صرف خود بے مثل داعیہ تھیں بلکہ خواتین داعیات کی تربیت کا اہتمام بھی اسی جوش وخروش اور خوش سلیقگی سے کرتی تھیں۔ آپ کی "Mosque Movement" کا شہرہ دُور دُور تک تھا۔ جیفری ہال ورسن(۸) (Jeffry Halverson) آپ کی کوششوں کو الفاظ کا جامہ پہناتے ہوئے کہتے ہیں:

"Her organization thus trained women in preaching and propagation and even enjoyed official ties to Al-Azhar university for a short time. The women enrolled in the program, received six month training and appointment to state-run mosques as waizat (or da'iyat;preachers) to provide religous instructions to other muslim women."(9)

گویا انھوں نے دِیے سے دِیا جلاتے ہوئے چھ چھ ماہ کی تربیت دے کر واعظات کو تیار کیا تاکہ وہ مختلف سرکاری مساجد میں دوسری خواتین کو دِینی راہنمائی فراہم کر سکیں۔ بقول صبا محمود(۱۰) انھوں نے خود سے ہی اپنے آپ میں (بغیر تربیت) داعیانہ خصائص پیدا کر لیے تھے:

"She like the male Duat of her time was self-trained

in issues of religious doctrine and exhortation."(11)

زینب الغزالی کے معمولات کا تذکرہ کرتے ہوئے صبا لکھتی ہیں کہ جب زینب جمال عبدالناصر کی جیل سے رہا ہوئیں تو انھیں عوامی اجتماعات سے خطاب کرنے سے روک دیا گیا تھا لیکن انھوں نے نجی سطح پر گھر گھر جا کر اپنا تبلیغی مشن جاری رکھا۔ (۱۲)

صبا محمود اِس سلسلے میں یہ بھی لکھتی ہیں کہ وہ نہ صرف خواتین کی تربیت کا کام مہارت سے انجام دے رہی تھیں بلکہ انھیں تحریر کا بھی زبردست ملکہ حاصل تھا۔ ''الدعوۃ'' نامی رسالہ میں (جو کہ اخوان المسلمون کا ترجمان ہے) عورت کی طرف سے کی جانے والی تبلیغ کی اہمیت اور اثرات پر مضامین لکھا کرتی تھیں۔ وہ قومی اور بین الاقوامی اخبارات وجرائد میں تسلسل کے ساتھ چھپتی تھیں۔ علاوہ ازیں عرب دُنیا کے نوجوان مرد وخواتین سے خط کتابت کے ذریعے رابطے میں رہتی تھیں جو ان سے دِینی راہنمائی لینا چاہتے تھے۔ (۱۳)

۱۹۹۹ء۔۱۹۹۷ء تک صبا محمود نے اپنے فیلڈ ورک کے دوران اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ میں نے مصر کے فرانسیسی روزنامے ''El-Iman'' میں ایک چھوٹے سے مضمون میں عورتوں کی دعوہ تحریک کے تذکرے کے سوا اور کوئی قابلِ لحاظ تحریر اس موضوع پر نہیں دیکھی۔ صبا حیرت زدہ تأسف کے ساتھ کہتی ہیں کہ جب میں نے الازہر یونیورسٹی کے کلیات الدراسات الاسلامیہ للبنات میں ۱۹۹۶ء۔۱۹۸۱ء میں شائع شدہ مقالہ جات کی فہرست ملاحظہ کی (جو ایم اے اور پی ایچ ڈی کی سطح کی تھی) تو مجھے نظریاتی یا معاشرتی تناظر میں عورت کے داعیانہ کردار پر کوئی مقالہ نظر نہیں آیا۔ (۱۴)

زینب الغزالی کے کارناموں کی فہرست میں ایک چیز اور بھی بہت نمایاں ہے۔ وہ ہے خواتین میں ان حقوق اور فرائض کا شعور جاگزیں کرنا جو شریعتِ اسلامیہ کی طرف سے ان کے لیے مقرر ہیں۔ زینب نے "Secular Feminism" سے ہٹ کر "Islamic Feminism" کو ماحول اور معاشرے کے نشو وارتقاء کے لیے ضروری سمجھا۔

Encyclopedia of Islam کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"She hoped that by cultivating Islamic Values at home, women could contribute to the moral and political transformation of wider society."(15)

زینب الغزالی نے ۱۹۸۱ء میں مصر کے شہر Heliopolis میں اپنی رہائش گاہ پر ایک انٹرویو میں کہا تھا:

''اسلام نے مرد وعورت ہر دو اجناس کے حقوق متعین کر دیے ہیں۔ اسلام دینی، سیاسی، اجتماعی اور انفرادی سطح پر حقوق کی یقین دہانی عورت کو کراتا ہے، اگر یہودی، عیسائی اور مشرکانہ معاشروں میں عورت کی آزادی (Liberation) کی بات ہو سکتی ہے تو اِسلامی معاشرے میں اِس بات کو کیوں بہت بڑی ''جسارت'' سمجھا جاتا ہے۔ مسلم

خواتین کو ضرور اسلام کا مطالعہ کرنا چاہیے تا کہ وہ اپنے دِینی حقوق کا گہرا شعور حاصل کر سکیں۔''(۱۶)

اجتماعی حقوق وفرائض سے آگاہی اور خواتین کا اِس سلسلے میں عملی زندگی کا حصہ بننا زینب کے نزدیک ثانوی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ ایک خاتون کی اوّلین ذمہ داری گھرداری، شوہر اور بچوں سے متعلقہ فرائض کی بجا آوری ہے۔ انھوں نے اپنے عہد کے مصری معاشرے کی ان مغرب زدہ عورتوں پر خوب خوب تنقید کی جو ملازمتوں کے حصول کی خاطر اور دیگر سماجی مراعات کے حصول کے لیے تو سر دھڑ کی بازی لگانے کے لیے تیار رہتی ہیں لیکن ان کے نزدیک گھر، شوہر اور بچے قابلِ اعتنا نہیں ہیں، اگر عورت اپنے اِس بنیادی کردار سے منحرف ہوگی تو ایک صالح اسلامی نظریاتی معاشرہ کیسے وجود پذیر ہوسکتا ہے۔ سن ۱۹۸۵ء میں زینب الغزالی جب مسلم ویمن کانفرنس کے اجلاس میں اپنا مضمون پیش کرنے لاہور تشریف لائیں تو انھوں نے جو پیپر پڑھا اس کا عنوان تھا "The Role of Muslim women in the building of soceity" اس میں انھوں نے جو کہا وہ "Encyclopedia of women social reformers" کے ریکارڈ پر بھی ہے۔ مقالہ نگار لکھتا ہے:

> "She underlined her hostitity to women seeking political role and criticized women's involvement in politics in the west, insisting women's skill in the rearing of her sons and preparing them of their leading and productive roles in society is for more valuable."(17)

زینب الغزالی کے اتنے واضح مؤقف کے باوجود بعض مفکرین نے یہ سوال اُٹھایا ہے کہ کیسے خواتین اپنی خانگی اور سوشل زندگی میں توازن رکھ سکیں کہ وہ گھر اور باہر دونوں دُنیاؤں کو مطمئن کر سکیں اور دوسرا سوال زینب پر یہ اُٹھایا گیا کہ انھوں نے خواتین کے گھریلو کردار کی تعریف کی اور اپنے لیے مبلغانہ اور جہادی اور سیاسی میدان کا اِنتخاب کیا، مثلاً مارگوٹ بدران "Margot Badran" ہیں جنھوں نے "The oxford handbook of Islam and politics" نامی کتاب میں شائع شدہ اپنے ایک مضمون بعنوان "Political Islam and Gender" میں لکھا:

> "Al-Ghazali pertained her public role as a religious leader while simultaneously extolling women's family and domestic roles."(18)

اِس طرح ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا کہ زینب نے ایک اسلامی معاشرے میں عورتوں کے حقوق اور آزادیوں کا مطالبہ کر کے غلطی کی ہے کیونکہ اسلام نے پہلے ہی سے عورتوں کو ان حقوق اور آزادیوں

سے نواز رکھا ہے۔ زینب نے یہ واضح نہیں کیا کہ یہ حقوق عورتوں کو خود بخود مل سکتے ہیں یا بذریعہ قانون سازی ایسا ممکن ہوگا۔ غزالی نے یہ تو کہہ دیا کہ عورتوں کو اپنے بنیادی فرائض گھریلو زندگی کے اندر رہتے ہوئے پورے کرنا ہیں۔ گھریلو ذمہ داری سے فارغ ہو کر وہ سیاسی زندگی میں حصہ لے سکتی ہیں لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس بات کا فیصلہ کون کرے گا کہ اس نے بطور ماں اور بیوی حقوق ادا کر دیے ہیں۔ (۱۹)

زینب الغزالی پر یہ اعتراض تو کثرت سے کیا گیا کہ انھوں نے پہلے شوہر سے شادی اس شرط پر کی تھی کہ اگر اسے اس کی تبلیغی، سیاسی اور جہادی زندگی کی مصروفیات قابلِ قبول ہیں تو شادی برقرار رہے گی، وگرنہ اس شادی کو ختم تصوّر کیا جائے گا اور ایسا ہی ہوا جب شوہر ان مصروفیات کو ناگوار محسوس کرنے لگا تو زینب نے طلاق حاصل کر لی۔ (۲۰)

درج ذیل سطور پر ان اعتراضات کا باری باری جواب دیا جاتا ہے:

۱۔ جہاں تک زینب کے ''Public Role'' کا تعلق ہے تو اِسلام کا منشا ہرگز یہ نہیں کوئی بھی عورت سماجی اور جہادی کردار ادا کرنے کے لیے گھر سے نہ نکلے۔ تاریخِ اسلام ایسی مثالوں سے بھری ہوئی ہے جس میں صحابیات معاشرتی زندگی میں اہم رول ادا کرتی تھیں۔ ظاہر ہے عورت بھی مردوں کی طرح معاشرے کا حصہ ہے۔ اِسے اپنے حصے کی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے گھر سے بھی نکلنا پڑ سکتا ہے لیکن اِس بات کی اہمیت پھر بھی اپنی جگہ مسلم رہتی ہے کہ عورت کا بنیادی کردار گھریلو زندگی کے تقاضے پورا کرنا ہے۔

۲۔ اِسلامی قوانین جن میں عورتوں کے حقوق کا تذکرہ ہے ان کے ہوتے ہوئے زینب نے اگر "Islamic Feminin" کی آواز اُٹھائی تو اس میں کوئی خرابی نہیں ہے کیونکہ جب مرد عورتوں کے حقوق پامال کریں تو ضروری ہو جاتا ہے کہ قوانینِ شریعت کا اعادہ کیا جائے۔ تا کہ عورت بھی استحصال سے بچ سکے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اسلامی معاشرے میں شرعی احکام کو ہی ملکی قوانین کے سانچے میں ڈھالا جاتا ہے تا کہ عوام پر شریعت کے نفاذ میں آسانی ہو۔

۳۔ یہ اعتراض کہ اِس بات کا تعین کون کرے گا کہ عورت نے بحیثیت بیوی اور ماں اپنی ذمہ داریاں پوری کر دی ہیں یہ کوئی بڑا اِیشو نہیں ہے۔ اِس بات کا فیصلہ بھی زوجین خود کر سکتے ہیں کہ اگر بنیادی نوعیت کی ذمہ داریوں سے وقت نکل سکتا ہو تو عورت سماجی سرگرمیوں کو اپنا کچھ وقت دے سکتی ہے، جیسا کہ زینب الغزالی سے منسوب یہ بیان:

> "In her view during times of mission and struggle women who had fulfilled their domistic duties could if they chose, devote their extra time and energy to the cause of forging an Islamic state."(21)

اگر اسلام کا منشاء عورت کو گھر میں قیدی بنا کر رکھنا ہوتا تو تاریخِ اسلام ایسے تمام کارہائے نمایاں سے خالی ہوتی جنھیں خواتینِ اسلام نے بیرونی محاذ پر انجام دیا، جہاں تک زینب الغزالی کے شوہر کے اقدام طلاق کا تعلق ہے تو وہ خاتون جس نے اپنی زندگی دین کی سربلندی کے لیے وقف کر دی ہوا گر وہ شادی میں یہ شرط عائد کرے کہ اگر تبلیغی و سیاسی سرگرمیاں شوہر کو ناگوار ہوں گی تو دونوں کے مابین طلاق واقع ہو جائے گی، اس میں کوئی خلافِ شرع کام نہیں ہے نہ ہی یہ بات گھریلو زندگی سے فرار کی علامت ہے (لیکن یہ بات ضروری ہے کہ اِس شرط کو شوہر بھی تسلیم کرے) علاوہ ازیں ایک شادی ختم ہونے کے بعد زینب نے دوسری شادی محمد سلام سلام نامی شخص سے کی۔ دونوں ہی شادیوں سے زینب کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ ان کے لیے ایسی صورت میں سماجی سرگرمیوں کے لیے وقت تھا۔ لہٰذا انھوں نے نہ صرف بیوگان بلکہ یتیم بچوں کی کفالت کا فریضہ سرانجام دیا۔ بہت سے گھرانوں میں خاندانی جھگڑوں کو نمٹانے کے لیے ثالث کا کردار ادا کرتی تھیں۔

زینب کی جدوجہد کے سیاسی اور جہادی پہلو کا جہاں تک تعلق ہے تو یہاں بھی یہ جوان عزم خاتون اوہامِ باطلہ، نظریات فاسدہ اور تحریکاتِ زائغہ کے مقابلے میں کوہِ گراں ثابت ہوتی ہے جیسا کہ گزشتہ سطور میں بھی تذکرہ کیا گیا کہ زینب نے ۲۰ سال کی عمر سے ہی سیاسی امور میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی لیکن یہ سیاست حقیر مادی اور گروہی مفادات کے لیے نہ تھی بلکہ اسے سیاستِ حقہ کہیں تو مبالغہ نہیں جب تک مصر کے حاکم جمال عبدالناصر نے اپنی مقتدر حیثیت کا اِستعمال اسلام کے ''Cause'' کے لیے کیا تب تک کسی کو اس کے اقتدار سے خطرہ نہ تھا لیکن جیسے ہی اِس نے کمیونسٹوں کے اِشارے پر چلنا شروع کیا تو اسلام پسند قوتیں حرکت میں آئیں جن میں شیخ حسن البنا کی اخوان المسلمون سب سے آگے تھی۔ اِس سے قبل شیخ حسن الہضیبی کی درخواست پر زینب اپنی تنظیم کو اخوان المسلمون میں ضم کر کے خواتین ونگ کی قیادت سنبھال چکی تھیں۔ جمال عبدالناصر نے اپنے خلاف ہونے والی ہر مزاحمت کو تشدد، پکڑ دھکڑ، مقدموں اور پھانسی کی سزاؤں کے ذریعے کمزور کرنے کی ہر ممکن سعی کی۔ زینب جو کہ تمام سرگرمیوں میں بہت مستعد نظر آتی تھیں کیسے بچ سکتی تھیں۔ لہٰذا انھیں بھی جمال عبدالناصر کے قتل کی سازش میں شریکِ جرم ہونے کے الزام میں دھر لیا گیا۔ زینب کی گرفتاری کے پیچھے کونسا ہاتھ تھا۔ اس راز سے پردہ اُٹھاتے ہوئے شریفہ ظہور[۲۲] (Sherifa Zuhur) لکھتی ہیں:

> ''زینب کو جیل بھجوانے میں روس اور امریکہ کی اِس خط کتابت کا ہاتھ تھا جو کہ جمال عبدالناصر کے ساتھ ہوا کرتی تھی، جس میں بتایا جاتا تھا کہ عبدالناصر جس اِسلامی بیداری کی تحریک کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ اِس کی کوششوں پر زینب پانی پھیر رہی ہے۔''[۲۳]

جیل میں رہتے اِس باہمت خاتون کو جو مصائب پیش آئے اِس کی ایک فہرست انھوں نے جیل

کی یادداشتوں پر مشتمل کتاب ''ایام من حیاتی'' میں اِس طرح دی ہے:

''السیاط، الکلاب، النار، زنزانة الماء، التعلیق علی الاعواد کالزبائح، ایلام النفس باقذرا الفاظ وافحشھا، التجویع، العطش، الحرمان من استعمال دورة المیاہ فترات طویلاً، الذھاب الی مکاتب التحقیق صباحاً ومساءً مع الاستمرار انواع التعذیب، تحطیم الاعصاب بالآلات التعذیب''(۲۴)

جب زینب سے بار بار کریدا جاتا کہ بتاؤ عبدالناصر کے قتل میں کون کون ملوث ہے۔ وہ کہتیں کہ عبدالناصر کو قتل کرنا ہمارا مقصد ہی نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا تو اصل مقصد قیام شریعت ہے اور ہماری ہر کوشش کا محور یہی ہے۔ انھیں لالچ دیا گیا کہ اگر وہ تحریری طور پر یہ بتا دے کہ وہ فلاں فلاں لوگوں کے ساتھ سازش میں شریک ہے تو اسے وزارت بھی پیش کی جائے گی اور عبدالناصر اس کے مجلہ کو دوبارہ اشاعت کی اجازت دے دے گا اور ماہانہ امداد کے ذریعے اِس کی تنظیم کو دوبارہ استوار کر دے گا، لیکن یہ حربہ بھی ناکام رہا۔(۲۵)

یہ غیور خاتون ۱۹۶۵ء سے لے کر ۱۹۷۱ء تک کا عرصہ جیل میں گزار کر بھی باطل کے آگے سپر ڈالنے کو تیار نہ تھی۔ جیل سے رہائی کے موقع انھیں جیل حکام نے بعض شرائط کا پابند رہنے کو کہا۔ مثلاً کسی اِسلامی تحریک میں حصہ نہیں لینا۔ اخوان المسلمون کے کسی عہدیدار سے نہیں ملنا نہ ہی اِن کے ساتھ کسی قسم کا تعاون جاری رکھنا ہے۔ جیل حکام کے بلانے پر گاہے بگاہے آتے رہنا ہے۔ جیلر سے کہنے لگیں:

بل ارفض قرار الامر بالخروج وبلغ المسئولین
بذلک واطلب عودتی فوراً الی سجن القناطیر (۲۶)

((ان شرائط) پر اپنی رہائی کے احکامات کا انکار کرتی ہوں۔ تم اپنے ساتھیوں کو بتا دینا کہ میں فوراً قناطیر جیل واپس جانا چاہتی ہوں۔)

اب دیکھتے ہیں کہ زینب کی جدوجہد کو خراجِ تحسین پیش کرنے والے کیا کہتے ہیں، مثلاً شریفہ ظہور نے کہا:

''الغزالی نے جن سخت الفاظ میں عبدالناصر کو بڑی طاقتوں کا ایجنٹ قرار دیا ہے اگر جیل میں گزرے ہوئے ماہ و سال کی تفصیل سامنے رکھیں تو یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے۔''(۲۷)

''ایام من حیاتی'' کو انگریزی زبان میں ترجمہ کرنے والے Mokrane Guezzou نامی مصنف نے اپنی کتاب کا نام "Return of the Pharaoh" رکھا۔ اِس کے دیباچے میں برصغیر

کے معروف سکالر مناظر احسن گیلانی نے لکھا:

"Zainab is such a towering personality who stood like a rock, sucessfuly thwarting mighty waves of torture and tempatation."[28]

اسی مترجم نے مذکورہ کتاب کا تعارف کراتے ہوئے زینب کی جدوجہد کے متعلق کہا کہ:

"The events related in this book took place more than a quarter century ago. But what is happening today in many parts of the muslim world is exactly the same as happened to Zainab Al-Ghazali and her Muslim brothers and sister in Islam."[29]

اِس میں کوئی شک نہیں کہ مسلم اُمہ کے حالات زینب کے بعد بھی ویسے ہیں بلکہ کئی گنا زیادہ افسوس ناک ہیں۔ یہ حالات زینب جیسی جرأت کردار کے متقضی ہیں۔ اِسی لیے مریم کوک[۳۰] (Mariam Cooke) نوال سعداوی[۳۱] اور زینب کا تقابل کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ سعداوی کو تو فوراً ہی قناطیر نامی خواتین جیل میں بھجوایا گیا تھا لیکن زینب کو تو سال بھر مردوں کی جیل میں رکھ کر ان پر تشدد کیا گیا۔ اِسی لیے وہ آغاز ہی سے اپنا مقابلہ مردوں سے کرتی ہیں بلکہ کئی دفعہ تو وہ خود کو مردوں پر فوقیت دیتی ہیں۔[۳۲]

زینب کی خودنوشت سوانح ''ایام من حیاتی'' ان کی شخصیت کی مختلف پرتیں کھولتی جاتی ہے حتیٰ کہ قاری پر ان کی صوفیانہ ہستی کا اِنکشاف ہوتا ہے۔ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے لازوال قلبی تعلق انھیں ہمہ وقت ایسے داخلی سرور سے دوچار رکھتا تھا کہ انھیں خارج کے خدشات و صدمات کم ہی متاثر کرتے تھے۔ جیل میں عبدالناصر کے گماشتے انھیں تعذیب دینے کا ہر طریقہ آزمانے لیکن ان کے رکوع و سجود اور تہلیل و تسبیح کے معمولات میں ذرا فرق نہ آتا۔ ایام من حیاتی میں درج کئی واقعات ان کی اِس رُوحانی قوت کی شہادت ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا کہ ٹارچر سیل میں کتے چھوڑ دے جاتے۔ ایک موقع ایسا بھی آیا کہ جب آپ پر اَن گنت بھوکے کتے چھوڑے گئے تو شدت صدمہ سے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اسمائے الٰہی کا وِرد شروع کر دیا۔ لکھتی ہیں:

''کنت اتصور ان ثیابی البیضاء مغموسة فی الدماء، کذلک کنت اتصور ان الکلاب قدفعلت، لکن یا لدھشتی، الثیاب کان لم یکن بھا شیء۔ کان ناباً و احدًا لم ینشب فی جسدی۔''[۳۳]

(جس طرح کتوں نے مجھے دبوچا میں تو یہی تصوّر کر رہی تھی کہ میرا سفید لباس خون سے تر ہو چکا ہو گا لیکن حیرت ہے کہ میرا لباس تو ایسا تھا کہ جیسے کتے کے کاٹے کا ایک بھی

نشان نہ تھا اور نہ ہی کتوں نے میرے جسم میں اپنے دانت گاڑے۔)

بارہا انھیں قید و بند کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا عظیم موقع مِلا۔ بے شک وہ اخوان المسلمون کے ممبران کے ساتھ عبدالناصر کے بہیمانہ رویہ کا تصوّر کر کے مضطرب رہا کرتی تھیں۔ کئی دفعہ پریشانی کے عالم میں خود سے سوال کرتی تھیں کہ کیا ان کٹھن حالات میں میرا طرزِ عمل درست ہے یا نہیں؟ لکھتی ہیں ایک دفعہ انھیں رسول اللہ ﷺ خواب میں تشریف لائے اور ان الفاظ میں ڈھارس بندھائی:

"انتم یا زینب علی الحق، انتم یا زینب علی الحق،

انتم یا زینب علی قدم محمد عبداللہ ورسولہ"(۳۴)

کہتی ہیں کہ مجھے اپنے شوہر کی وفات کی خبر دورانِ خواب اخبار کے ایک صفحے پر نظر آئی۔ اگلی صبح جب اخبار میرے پاس لایا گیا تو واقعی میرے شوہر کے دارِفانی سے کوچ کی خبر لگی ہوئی تھی۔(۳۵)

اسی نوعیت کے ماورائی تجربات کا مطالعہ کر کے مریم کوک (Mariam Cooke) نے "Journal of Arabic Literature" ہی شائع شدہ ایک مضمون بعنوان:

"Ayyam min Hayati: The Prison mimoirs of muslim sister."

میں زینب کے طرزِ تحریر پر اِس طرح تبصرہ کیا:

"She deseribes her journy in to the heart of hell and out again in the language of sufi saints."(36)

برصغیر پاک و ہند کے قارئین کے لیے بھی زینب کی تخلیق "ایام من حیاتی" اجنبی نہیں ہے۔ پاکستان سے اِس کتاب کے دو اُردو تراجم دستیاب ہیں۔ ایک کا نام "رُودادِ قفس، زینب الغزالی" ہے جسے اِدارہ معارفِ اسلامی لاہور نے شائع کیا اور دوسرا ترجمہ خلیل احمد حامدی کا "زندان کے شب و روز" کے نام سے مکتبہ تعمیرِ انسانیت لاہور سے چھپا۔ ہندوستان پبلی کیشنز دہلی سے اِس کتاب کا انگریزی ترجمہ "Days from my life" کے نام سے اے آر قدوائی کا ہے۔

یوں تو دُنیا بھر کے مجلّات اور اخبارات میں شائع ہونے والے لاتعداد مضامین زینب کے رشحاتِ فکر کا نتیجہ ہیں لیکن آپ کا قابلِ فخر کارنامہ دو جلدوں پر مشتمل تفسیر "نظرات فی کتاب اللّٰہ" ہے۔ اِس کا صرف مقدمہ پڑھ کر ہی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قرآنِ کریم کی عظمت کا احساس ان کے حریمِ دل و نگاہ پر کس طرح حکمران ہے۔ کہتی ہیں:

"فنسعد فی رحاب القرآن، وننعم فی حکمه، فهی نعمة لا تفضلها نعمة، انه فی رحاب حکم القرآن تحل الازمات المعقده"(۳۷)

اس تفسیر کو طبقہ اِناث کی مفسرات کی جانب سے کی جانے والی اوّلین کوشش کہا جا سکتا ہے۔

نمایاں چیز اِس تفسیر کا اِختصار ہے۔ محض دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہاں تک کہ مقدمہ بھی اڑھائی صفحات پر مشتمل ہے۔ اِس کے باوجود بقول عبدالحئی فرمادی:

"شرح۔ الداعية المجاهدة للآيات، و كشفها لمعانيها، بعبارات سهلة، و اسلوب واضح، لا غموض فيه و لا غرابة و لا ابهام۔"(۳۸)

آسان عبارات واضح اسلوب اور غیر مبہم اندازِ تحریر کے ساتھ ساتھ بقول عبدالحئی فرماوی زینب نے اِس میں قرآنی آیات کے معانی کا ربط ہماری موجودہ زندگی کے واقعات سے جوڑنے کی جو شعوری کوشش کی ہے۔ اِس سے اِس تفسیر کی افادیت واضح ہوتی ہے۔ اِس میں عمل کی جانب تذکیر شدید بھی پائی جاتی ہے۔"(۳۹)

اِس کو دعوتی تفسیر کہنا بے جا نہیں ہے۔ کیونکہ بقول ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی:

"فرد کی اِصلاح و تربیت خاندان اور سماج کی صالح بنیادوں پر تعمیر اور اُمتِ مسلمہ کی تشکیل کا پہلو ان کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ گزشتہ قوموں کے واقعات خاص طور پر اہلِ کتاب سے متعلق آیات کی تشریح و تفسیر کرتے ہوئے وہ مسلمانوں کے لیے درس و عبرت کے پہلو کو ضرور نمایاں کرتی ہیں۔"(۴۰)

قرآنِ مجید کی تفسیر قرآنی آیات سے بھی کرتی ہیں اور صحیح احادیثِ نبویہ ﷺ پر بھروسہ کرتے ہوئے کتبِ حدیث کا حوالہ مع باب اور کتاب دیتی ہیں۔ نیز مذکورہ حدیث کا صحیح یا حسن ہونا بھی ذِکر کرتی ہیں۔ الفاظ کی وضاحت قوامیس و لغات کی مدد سے کرتی ہیں۔ تاریخ ابنِ اسحاق کے حوالے کئی مقامات پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ تفسیر ابنِ کثیر، تفسیر قرطبی، تفسیر ابنِ مسعود جیسی عظیم تفاسیر ماثورہ پر اعتماد کرتی ہوئی نظر آتی ہیں لیکن جدید دور کی تفاسیر مثلاً تفسیر آلوسی، تفسیر قاسمی اور فی ظلال القرآن سے بھی پہلو تہی نہیں کی۔ تاریخی تفاصیل سے اگرچہ گریز کیا اور فقہی اختلافات بھی بیان نہیں کیے اور آیات کے عام مفہوم پر اِکتفا کیا لیکن اِس تفسیر کی مابہ الامتیاز چیز ایک خاتون کا دِینی، دعوتی اور علمی ذوق ہے۔ خواتین اِسلام کو اب زینب کی سی سپرٹ کو لے کر آگے بڑھنا ہوگا۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ آپ وہی بنتِ کعب مازنیہؓ ہیں جنھوں نے اپنے شوہر زیدؓ بن عاصم اور بیٹے حبیبؓ کے ساتھ غزوۂ اُحد میں دادِ شجاعت دی تھی، جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "ماالتفت

یمینًا ولا شمالا الاّ وانا ارھا تقاتل دونی'' (میں نے اپنے دائیں بائیں جدھر دیکھا وہ میری حفاظت کے لیے لڑ رہی تھیں۔)

۲۔ ہدیٰ شعراوی (۱۸۷۹ء۔۱۹۴۷ء) مصری قوم پرست راہنما ہونے کے ساتھ ساتھ حقوقِ نسواں کی تنظیم قائم کرنے والی اوّلین مصری خاتون ہے۔

3- Denis Sullivan J. Global Security Watch, Egypt: a Reference Hand book, USA:, Green wood Publishing, 2008, P.150

4- Helen Rappaport, Encyclopedia of Women Social Reformers, California: ABC-CLIO, 2001, P.253-354

5- John Calvert, Sayyed Qutub Origin of Redical Islam, Newyork: Oxford university Press, 2010, P.198

۶۔ زینب الغزالی، ایام من حیاتی، قاہرہ: دارالتوزیع والنشر الاسلامیہ، ۱۹۹۹ء، ص ۱۵

۷۔ ایضاً، ص ۵

۸۔ ایریزونا (امریکہ) یونیورسٹی سے دینی علوم میں پی ایچ ڈی کرنے والے جیفری ہال ورسن کوسٹل کیرولائنا یونیورسٹی میں شعبہ دینیات میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ ان کی کتاب "Theology and Creed in Sunni Islam" علمی حلقوں میں جانی پہچانی جاتی ہے۔

9- Halverson Jaffry. R., Islamiat Feminism: Construction Gender Identity in Post Eolonial Muslim Society, USA: Arizona State university, Religion and Political section of American Political science association, 2011, P.152

۱۰۔ شکاگو اور کیلی فورنیا یونیورسٹیوں میں تدریسی فرائض انجام دینے والی ماہرِ عمرانیات صبا محمود اپنی تحریروں میں بے باک انداز سے بعض سوالات اُٹھاتی ہیں مثلاً مذہب اور سیکولرازم کا آپسی تعلق کیا ہے۔ سیاسیات میں اخلاقیات کی کتنی گنجائش ہے وغیرہ وغیرہ، خواتین کی مذہبی تحریکوں کا مطالعہ کرنا ان کا خاص میدان ہے۔

11- Saba Mehmood, Politics of Piety: The Islamic Revival and the Feminist Subject, UK. Princeton University Press, 2005, P.68

12- Ibid

13- Ibid

14- Ibid

15- Compo Juan E., Encyclopedia of Islam, Newyork: Infobace

Printing, 1950, P.263

16- Nata H., Women Religious Leaders-Women we do not often discuss. www.blogher.com accessed on 12.6.2013

17- Helen Rappaport, Encyclopedia of Women Social Reformers, P.254

18- Esposito John L., Emadud Din Shaheen, USA: Oxford University Press, 2013, P.116

19- Kathleen Mc Gravey, Muslim and Christian Women Dialogue, USA: Peter Long A. G. International Acedemic Publishers, 1968, Vol:44, P.27

20- Jacob Neusner, Women and Families, USA: Pilgrim Press, 1999, P.19

21- John Calvin, Dr., Islamism: Documentary and Reference Guide, USA: Green Wood Press, 2004, P.146

۲۲۔ شریفہ ظہور یو ایس آرمی وار کالج کی سٹریٹیجک سٹڈیز انسٹی ٹیوٹ میں اِسلامی ریسرچ پروفیسر رہ چکی ہیں۔ وہ ایسوسی ایشن آف مڈل ایسٹ ویمن سٹڈیز کی سابق صدر ہیں اور اس خطے میں خواتین کے قانونی حقوق میں اِصلاحات کی پرزور حمایتی ہیں۔

۔23 Islamic Gender Idealogy: Revealing Reveiling,Sherifa Zuhur State University of New York: USA,in Contemporary Egypt P.87, 1992,Press

۲۴۔ زینب الغزالی، ایام من حیاتی، ص ۱۷۵

۲۵۔ ایضاً، ص ۳۴

۲۶۔ ایضاً، ص ۲۳۹

27- Sherifa Zuhur, Revealing Reveiling: Islam Gender Idealogy in Contemporary Egypt, P.87

28- Mokrane Guezzou, Return of the Pharaoh: Memoir in Nasir's Prison, UK. The Islamic Foundation, 2006, P.ix

29- Ibid, P.XXV

۳۰۔ مریم کوک شعبہ ایشین اور مڈل ایسٹرین سٹڈیز کی ایک امریکی پروفیسر ہیں۔ انھیں معاصر عرب کلچر

بالخصوص عرب خواتین کے حقوق وغیرہ کے مطالعہ سے خصوصی دلچسپی ہے۔

۳۱۔ نوال السعدی (b.1931) مصری مصنفہ ہیں۔ اِسلام اور عورت کے موضوع پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ عورتوں کے حقوق کی پاداش میں اکثر جیل جاتی رہی ہیں۔ ''مذاکراتی فی سجن النساء'' جیل کے تجربات پر مشتمل ہے۔ وہ ۲۰۱۱ء میں مصر میں تحریر اسکوائر کے احتجاج میں بھی شریک تھیں۔

32- Journal of Arabic Literature, Lieden: March 1995, Vol:26, No.1-2, P.2

۳۳۔ زینب الغزالی، ایام من حیاتی، ص ۵۶

۳۴۔ ایضاً، ص ۶۰

۳۵۔ ایضاً، ص ۲۱۷

36- Journal of Arabic Literature, P.7

۳۷۔ زینب الغزالی، نظرات فی کتاب اللہ، ص ۱۲

۳۸۔ زینب الغزالی، نظرات فی کتاب اللہ (مراجعہ و تقدیم عبدالحئی فرماوی) قاہرہ: دارالشروق، ۱۹۹۴ء، ۶/۱

۳۹۔ ایضاً

۴۰۔ رضی الاسلام، ندوی، زینب الغزالی، مفسرۂ قرآن، مشمولہ: ماہ نامہ زندگی نو، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی نومبر ۲۰۱۳ء، جلد ۳۹، شمارہ گیارہ، ص ۵۶

❖❖❖